سوال

(49) نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال گدھے کے خیال سے بدتر (شاہ اسماعیل شہید کے حوالے سے استفسار)

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک صاحب نے اپنا نام ظاہر کیے بغیر شاہ اسماعیل شہید سے منسوب کتابوں تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم میں درج چند عبارتوں کو گستاخ پر محمول کرتے ہوئے ان کے بارے میں فتویٰ طلب کیا ہے۔ انہوں نے اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ شاہ صاحب نماز کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آنے کو گدھے اور بیل کا خیال آنے سے زیادہ بدتر سمجھتے ہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چونکہ اس مسئلے پر مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی خامہ فرسائی کر چکے ہیں، اس لیے ہم انہی کا جواب من وعن نقل کر رہے ہیں۔ اس جواب کی روشنی میں سائل کے دوسرے سوالوں کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کی یہ تحریر اُن کی کتاب ''تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی،، سے لی گئی ہے۔

رسول اللہ کا تصور:

آپ ﷺ کا نماز میں تصور کرنا یا نہ کرنا عقیدے کا مسئلہ نہیں۔ عقائد کی کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ عقائد کی مشہور کتابیں شرح عقائد نسفی، عقیدہ طحاویہ، شرح عقیدہ اصفہانیہ، عقیدہ صابونیہ شرح مطالع یہ عقائد کی کتابیں عام کتب خانوں میں ملتی ہیں، کسی میں یہ عقیدہ موجود نہیں۔ معلوم نہیں بریلوی مولوی صاحبان نے یہ عقیدہ کہاں سے بنایا؟ صحیح یہ ہے کہ نماز خشوع وعاجزی سے پڑھی جائے۔ نماز میں جو پڑھا جائے اس کے مفہوم مطالب کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

باقی پریشان خیالات سے بچنے کی کوشش کرے۔ اگر خیالات ذہن میں آئیں تو دل میں أعوذ باللہ یا لاحول پڑھے اور خیالات کی آمد کو روکے۔

غلطی کی وجہ:

قریباً ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہو رہا ہے۔ ایک بزرگ سید احمد بریلوی ہوئے۔ یہ حنفی المذہب تھے۔ نہایت پرہیزگار تھے۔ انہوں نے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ جہاد کا فیصلہ کیا۔ بڑے بڑے عالم بھی اُن کے مرید تھے۔ اسی سلسلے میں مولانا اسماعیل بن شاہ عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ اور مولانا عبد الحی صاحب بڈھانوی حنفی ان کے عقیدت مند تھے۔ مولانا اسماعیل صاحب اہل حدیث تھے۔ سید احمد صاحب بریلوی حنفی صوفی بزرگ تھے۔ انہوں نے تصوف میں ایک کتاب لکھوائی جس کا نام ''الصراط المستقیم،، ہے۔ یہ کتاب فارسی میں

ہے۔ اس کے چار باب ہیں۔ اس کے دوابواب کا ترجمہ مولوی عبدالحی صاحب بڈھانوی حنفی نے کیا ہے۔ اس میں ایسی عبارت موجود ہے جس میں بریلوی حضرات کو مغالطہ ہوا ہے۔ وہ عبارت کو صحیح نہیں سمجھ سکے۔ اصل عبارت اور اس کا مفہوم آگے آئے گا لیکن مہربانی فرما کر آپ دو چیزیں ذہن میں رکھیں۔ سید احمد بریلوی بھی حنفی ہیں اور مولانا عبدالحی صاحب بڈھانوی بھی حنفی ہیں۔ سید احمد بریلوی نہ اس کتاب کے مصنف ہیں نہ اس باب کے مترجم۔ وہ تاجران کتب حضرات کی ہوشمندی کہ انہوں نے شہرت کی وجہ سے کتاب پر شاہ اسماعیل صاحب کا نام لکھ دیا اور وہ بریلوی حضرات کی لاعلمی کا نشانہ بن گئے، حالانکہ وہ بیچارے بالکل بے قصور ہیں اور شاہ صاحب کے نام اور اہلحدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہلحدیث بدنام ہوگئی، حالانکہ ہماری کتب میں یہ مسئلہ نہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ان بزرگوں کو اختلاف فقہی کے باوجود نیک اور بزرگ سمجھتے ہیں لیکن ان کو پیشوا یا اپنا امام نہیں سمجھتے۔ ان میں بعض حضرات کی کچھ تصنیفات ہیں۔ جن میں ہر قسم کے مسائل پائے جاتے ہیں۔ ان میں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔

ہم ان حضرات میں سے کسی کے مقلد نہیں۔ انہیں اچھے عالم اور بزرگ سمجھتے ہیں۔

بریلوی حضرات معلوم نہیں یہ غلط بیانی کیوں کرتے ہیں کہ یہ حضرات ہمارے امام ہیں۔ آپ یقین فرمائیں نہ ان کی کتابیں ہمارے لیے حجت ہیں نہ یہ بزرگ ہمارے امام۔ اب ہمارا فرض نہیں کہ میں اصل عبارت کی تشریح کروں یا مغالطے کا اظہار، لیکن آپ کی تسکین کے لیے اصل عبارت اور اس کا مطلب عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

سید احمد کا مقصد یہ ہے کہ نماز پوری توجہ سے ادا ہونی چاہیے۔ اس میں خیالات اور وسوسوں کو قریب نہیں آنے دینا چاہیے۔ خصوصاً ایسے خیالات جن سے خدا تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی میں فرق آئے کیونکہ عبادت میں پہلی چیز اللہ سے محبت اور اس کی عظمت اور برتری ہے۔

دوسری چیز عبادت میں انسان کا عجز وانکسار اور حاجت مندی۔ ان دو چیزوں میں جن خیالات سے نقص پیدا ہو، اللہ کی عزت اور برتری میں فرق آئے یا انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھے، اس کے دل میں تکبر آجائے، عبادت میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر بطور عبدہ ورسولہ آئے اس میں کچھ حرج نہیں، اس لیے کہ یہ الہ کی عظمت سے نہیں ٹکراتا بلکہ اس میں ان کی عبدیت اور رسالت کا اقرار ہے۔

اسی لیے مغضوب اور منعم علیہ گروہوں کے خیال سے اللہ کی عظمت میں فرق نہیں آتا۔

اس لحاظ سے یہ خیال اللہ کی عظمت سے نہیں ٹکراتا۔ اگر کسی ولی، بزرگ یا نبی کا خیال آجائے تو ان کی عظمت، ان کی بزرگی کا خیال اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سے ٹکرائے گا۔ آپ اس کے لیے اعوذ پڑھ سکتے ہیں نہ لاحول۔ اس کے خلاف اگر بیل، گدھے یا کسی ذلیل اور حقیر چیز کا خیال آجائے تو آپ فوراً لاحول یا اعوذ پڑھ کر اسے دور کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور عزت اس سے متاثر نہیں ہوگی۔

سید صاحب کا مقصد یہ ہے:

وسوسہ کوئی بھی نماز میں نہ آنا نہ ہی لانا چاہیے لیکن بعض وسوسے نماز میں زیادہ خلل پیدا کریں گے بعض کم۔ صوفیانہ لحاظ سے سید صاحب نے واقعی عجیب نکتہ فرمایا ہے لیکن کند ذہن آدمی جو اتنی گہرائی تک نہ جاسکے وہ کفر کے فتوے لگانے شروع کردے گا۔ مقابلہ حضرت کی ذاتِ گرامی اور گاؤخر میں نہیں۔ مقابلہ وسوسے کے نقصان اور مضرت میں ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ گرم لوہا جلانے کے لحاظ سے گرم پانی سے زیادہ مضر ہے۔ مقابلہ لوہے اور پانی کی مقدار میں نہیں بلکہ لوہے اور پانی میں گرمی میں تاثیر کا ہوگا۔

سید صاحب نے اس عمیق اور لطیف بات کو سمجھانے کے لیے متعدد صفحے لکھے ہیں لیکن بریلوی علماء کا بغض بھرا ذہن سچی بات سمجھنے میں حائل ہوگیا۔ سید صاحب کی پوری بات سمجھنے کے لیے اگر آپ پسند فرمائیں تو اصل کتاب بھیج دوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ کا ذہن کھول دے۔

سید صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ طبائع کے لحاظ سے وسوسے کا اثر ہر طبیعت پر مختلف ہوتا ہے۔ حضرت عمر ایسے بزرگ نماز میں لشکر مرتب فرمالیتے تھے۔ ان کی نماز میں، ان

کے خشوع میں کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لیے بزرگوں اوراہل اللہ کی ریس کر کے عوام کو اپنی نماز نہیں خراب کرنی چاہیے۔

سید صاحب نے وسوسے کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

ایک وسوہ لاعلاج ہے۔ اس کے لیے یا تو اللہ سے دعا کرے یا کسی کامل پیر کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارے۔

دوسرا قابل علاج ہے۔ اس کا علاج ذکر فرمایا ہے۔ سید صاحب فرماتے ہیں:

''اور جو کچھ حضرت عمر سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر فرمایا کرتے تھے۔ سو اس قصے سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیے۔''

کارِ پاکاں راقیاس از خود مگیر!

ہست مانند در نوشتن شیر و شیر

''پاکباز ہستیوں کے معاملے کو خو پر قیاس مت کریں۔ یہ شیر او شیر لکھنے کے مانند ہے، جس سے آپ اشتباہ کا شکار ہو سکتے ہیں۔''

حضرت خضر کے لیے کشتی توڑنے اور بے گناہ بچے کو مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لیے نہایت درجے کا گناہ ہے۔ جناب عمر فاروق کا وہ درجہ تھا کہ لشکر تیاری آپ کی نماز میں خلل نہیں ڈالتی تھی بلکہ وہ نماز کو کامل کرنے والی ہو جاتی تھی، اس لیے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو، خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی، بالکل اس کے رخلاف ہے۔ اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے۔ ہاں بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی سے مجامعت کے خیال کا بہتر ہے۔ اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل یا گدھے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے نہ تعظیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ حاصل کلام یہاں وسوسوں کے تفاوت کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ میں نے بقدر ضرورت ترجمہ نقل کر دیا ہے۔

سید صاحب یہاں نبی اکرم اور بزرگوں کی عظمت اور بزرگی کا ذکر کرتے ہیں۔ بریلوی مولوی صاحبان نے اسے توہین بنا ڈالا۔ سمجھ الٹ جائے تو اس کا کوئی علاد نہیں۔ وَمَن يُضلِلهِ فلا ہادی لہ۔

اس امر پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ نماز خشوع اور انابت سے ادا کرنی چاہیے۔ وسوسے اور خیالات نماز میں نقصان پیدا کرتے ہیں۔ یہی مسئلہ سید صاحب نے ذکر فرمایا۔

سید صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی کہ ردی اور حقیر چیزوں کا خیال اس لیے زیادہ مضر نہیں کہ ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ معزز اور محبوب چیزیں زیادہ مضر ہیں کہ ان کی عزت اور محبت دل پر غالب ہوتی ہے۔ آپ ان بریلوی علمائے کرام سے فرمائیں کہ ان کے ہاں کیا صورت ہوگی۔

کیا گاؤخر کے تصور سے نماز میں صرف نقص پیدا ہوگا اور بزرگوں کے تصور سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، یا بریلوی حضرات نماز میں خشوع کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ آپ کے ہاں کافر، مشرک یہودی، عیسائی، مجوسی کے تصور میں فرق نہیں، سب یکساں ہیں۔ آپ کے سوال کے آخری حصے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حضرات مغضوب علیھم اور منعم علیھم، کفار مشرکین اور صالحین سب کے تصور کا جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے سوا آپ کے ہاں کوئی چارہ ہی نہیں۔ بہر حال سید صاحب نماز میں خشوع ضروری سمجھتے ہیں اور خیالات و وسوسوں میں بھی فرق کرتے ہیں۔ بعض زیادہ مضر اور بعض کم۔ اور اس میں مقابلہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات اور (معاذ اللہ) گاؤخر میں نہیں بلکہ اچھے اور برے اور مضر اور کم مضر وسوسوں میں مقابلہ ہے۔

ایک فقہی نظیر :

ذہین کوصاف کرنے کےلیے میں چاہتاہوں آپ فقہائے حنفیہ کی ایک دو تصریحات پر غور فرمائیں :

''اگر قرآن سے دیکھ کر پڑھے تواس کی نماز (احناف کے نزدیک) فاسد ہوجائےگی (کیونکہ اس میں تعظیم و تعلم ہے) ۔اگر عورت کی شرمگاہ کوشہوت سے دیکھے تونماز فاسد نہیں ہوگی۔،(الاشباہ والنظائر،ابن نجیم،ص720)

مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں :

''اگر عورت کوطلاق رجعی دی تھی،ہنوزعدت نہ گزری،یہ نماز میں تھاکہ عورت کی فرج داخل پر نظر پڑگئی اورشہوت پیداہوئی اورنماز میں فسادنہ آیا۔،،(فتاوی رضویہ 1 76)

مولوی صادق صاحب اوردوسرے بریلوی صاحبان دریافت فرمائیں کہ شرمگاہ قرآن سے افضل ہے۔قرآن سے نماز فاسد ہو،شرمگاہ کے ملاحظہ سے سے نماز پر کوئی اثر نہ پڑے۔شامی عراقی الفلاح میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے،جوتوجیہ آپ کے بزرگ اس کےلیے کریں گے،اسی قسم کاعذر سید احمد شہید کےلیے بھی ہوگا۔

دوسرا مسئلہ :

''اگرامام ایک ماہ امامت کے بعد کہتاہے کہ میں مجوسی تھا۔مقتدی کونماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔لیکن اگرامام کہے کہ میں نے بے وضویاپلید کپڑے میں نماز پڑھائی ہے توبصورت بے وضونماز لوٹانی چاہیے۔،،(الاشباہ والنظائر،ص:720)

اگر آپ پر یہ الزام لگایا جائے کہ آپ مجوسی آتش پرست کوبے وضو مسلمان سے بہتر سمجھتے ہیں،کیا آپ اسے پسند کریں گے؟اگریہاں فقہاء کی توجیہات صحیح سمجھی جاسکتی ہیں توسید احمد صاحب کے ارشاد کی بھی توجیہ ہوسکتی ہے۔آپ اپنے علماء سے دریافت فرمائیں۔مجھے خطرہ ہے کہ اگر آپ نے مسائل میں تحقیق شروع کی تومحلے میں آپ کا مقاطعہ کرایا جائے گااورمسجد میں آپ کا داخلہ بند ہوجائے گا۔

ہم جس طرح ائمہ اربعہ اورفقہائے مذاہب کواپنا بزرگ سمجھتے ہیں،ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں،اسی طرح سید احمد شہید اورمولانا عبدالحئی صاحب کوباوجودان کے حنفی ہونے کے اپنابزرگ اورعالم سمجھتے ہیں۔جوباتیں ان کی قرآن وحدیث کے مصالح کے مطابق ہوں انہیں قبول کرتے ہیں۔جوسمجھ میں نہ آئیں،انہیں نظرانداز کردیتے ہیں۔لیکن ان کو برا بھلا نہیں کہتے نہ ان کوانبیاء کی طرح واجب الاطاعت جانتے ہیں۔

رَبَّنَا اغفِر لَنا وَلِإِخوٰنِنَا الَّذينَ سَبَقونا بِالإيمـٰنِ وَلا تَجعَل فى قُلوبِنا غِلًّا لِلَّذينَ ءامَنوا ... ١٠ سورة الحشر

میں آخرمیں آپ کاپھر شکرگزارہوں کہ آپ نے تحقیق کرنے کی جرات فرمائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب